حاصلِ مطالعہ

ابتدائے آفرینش

محمد بشیر ہرل

ابتدائے آفرینش

ابتدائے آفرینش کا قرآنِ حکیم میں بیان:

کائنات کی ابتدا خدائے عزوجل نے کب اور کس طرح فرمائی یہ اُسی کی ذاتِ یکتا کے علم میں ہے۔ہم یہ جانتے ہیں کہ فاطر السّمٰوات والارض نے ارادہ فرمایا، کُن کا حکم ارشاد کیا اور تخلیق کائنات کا عمل شروع ہو گیا۔سورۃ ۴۱ حٰم سجدہ کی آیت نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں بتایا گیا ہے کہ اس نے آسمان اور زمین سے کہا "وجود میں آجاؤ،خواہ تم چاہو تا نہ چاہو" ۔دونوں نے کہا "ہم وجود میں آگئے فرمانبرداروں کی طرح"۔چار دن میں زمین، اُس کے اوپر کے پہاڑ اور اُس کے اندر کے خزانے مکمل ہو گئے، اور جو دُھواں نظر آتا تھا اس سے دو دن میں سات آسمان بن گئے۔سورۃ ۷ الاعراف آیت نمبر ۵۴ میں فرمایا گیا "درحقیقت تمھارے رب اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو ۶ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔۔۔۔۔۔اُسی نے دن رات، سورج اور چاند تارے پیدا کئے۔سب اُس کے تابع فرمان ہیں، اور جان لو کہ یہ سب کچھ اُسی نے پیدا کیا ہے اور اُسی کا حکم چلتا ہے"۔ سورۃ ۱۰ یونس آیت نمبر ۳ میں ارشاد ہے "حقیقت یہ ہے کہ تمھارا ربّ وُہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ۶ دنوں میں پیدا کیا، پھر تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا، اور کائنات کا انتظام چلا رہا ہے"۔سورۃ ہود کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا گیا "اور وُہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ۶ دنوں میں پیدا کیا، جبکہ اس سے پہلے اُس کا عرش پانی پر تھا"۔یہ تخت کسی مقام کا نام نہیں بلکہ اختیارات کی کیفیت کا نام ہے۔اب کائنات اپنے مقررہ طریقہ پر مقررہ وقت تک اسی طرح چلتی رہے گی حتیٰ کہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور کچھ باقی نہیں بچے گا۔اس کے بعد باری تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ازل سے ابد تک کے تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور ان کے اعمال نامے ان کے ہاتھ میں تھما کر جزا اور سزا کے لئے جنت یا دوزخ میں پہنچا دیا جائے گا۔جہاں نیکوکار مسلمان سب رنج و غم سے بے نیاز، ابداً لآباد تک سکون سے رہیں گے۔اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اپنے نیک بندوں کا ساتھ نصیب کرے۔یہ کائنات کب شروع ہوئی، قیامت کب برپا ہوگی، ابتدائے آفرینش کے ۶ دن کتنے لمبے تھے اور قیامت کا دن کتنا لمبا ہوگا، یہ سب باتیں عالم الغیب نے صرف اپنے آپ تک محدود رکھی ہیں اور ہمیں اس کے بارے میں نہیں بتایا گیا نہ ہی ان کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔

ابتدائے آفرینش کا یہودی نظریہ:

بنی اسرائیل نے بلاشبہ اپنی تاریخ مرتب اور تحریر کی لیکن اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے صرف اپنے معروف انبیا کی تاریخ مرتب کی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو ابتدائے آفرینش سے جلد بعد شمار کرتے ہیں تورات کے مطابق حضرت نوحؑ، حضرت آدمؑ کی پیدائش سے ۱۰۵۶ سال بعد پیدا ہوئے۔تورات میں کہا گیا ہے کہ حضرت آدمؑ جس جنت میں مقیم تھے وہ دو نہروں کے درمیان تھی۔اُن کی کتاب تکوین کے باب ۲ میں یہ الفاظ ہیں: "خدا نے مشرقی عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو اس میں رکھا۔" اُن کی تاریخ کے مطابق آج سن ۲۰۱۶ء میں اس دنیا کو شروع ہوئے صرف ۶۲۲۹ سال ہوئے ہیں، جبکہ ہزارہا سال پرانے مصدقہ کھنڈرات اور ڈھانچے برآمد ہو چکے ہیں۔

ابتدائے آفرینش کا سائنسی نظریہ:

سائنسدانوں کا نظریہ بھی غیر معتبر ہے اور محض قیافہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ان کی اکثر تحقیقات اپنے دعاوی کی نفی کر دیتی ہیں۔ سائنسدانوں نے اپنے علم ظن وتخمین، تحقیق اور تجربات کی بناء پر کائنات اور زمین کی تشکیل کے اندازے اس طرح لگائے ہیں کہ ۱۳ ارب ۷۰ کروڑ سال پہلے بگ بینگ ہوا، یعنی ایٹم سے لاکھوں گنا چھوٹے ایک حقیر ذرے کے پھٹنے سے لا متناہی توانائی کا اخراج ہوا ،اور کائنات کی ابتدا ہوئی۔ کائنات کی تمام توانائی اُس ایک دھماکہ بگ بینگ سے وجود میں آئی۔ بگ بینگ کے ۳۸۰،۰۰۰ سال بعد: ہائیڈروجن گیس کا ایٹم وجود میں آیا۔ اور اس کے کروڑوں سال بعد شدید

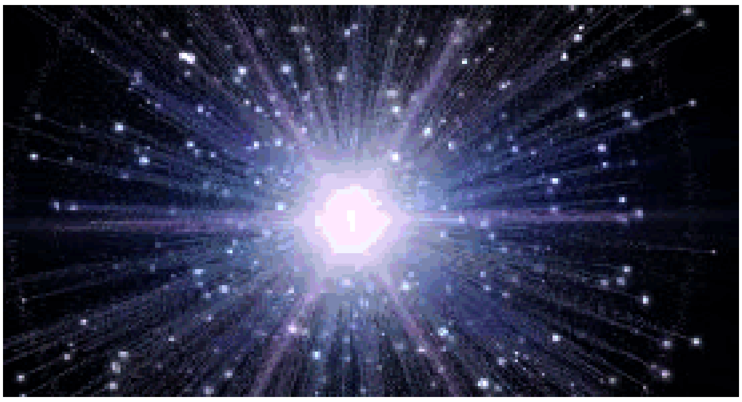

وجہ حرارت اور دباؤ کے نتیجہ میں ہیلیئم گیس وجود میں آئی۔ ۱۳ ارب ۴۰ کروڑ سال پہلے ستاروں کی ابتدا ہوئی اور ستاروں کے اندر ہائیڈروجن اور ہیلیئم کے امتزاج سے مزید ۲۵ عناصر وجود میں آئے جیسے لیتھیئم ،کاربن اور یورینیئم وغیرہ۔ ۱۲ ارب سال پہلے پھر ستاروں کے پھٹنے کا عمل Supernova شروع ہوا جس سے مزید ستارے پیدا ہوئے اور ان کے اندر بھاری دھاتیں بننا شروع ہوئیں جیسے لوہا، سونا، تانبا، جست اور سیلینیئم وغیرہ۔ نئے عناصر کی تشکیل کا یہ عمل ساڑھے سات ارب سال جاری رہا۔ ۴ ارب ۶۰ کروڑ سال پہلے سورج، خلائے بسیط میں اڑتے ذرات اور لاوہ سے آگ کے ایک گولے کی شکل میں وجود میں آیا۔ سورج ہی ہمارے نظامِ شمسی کا مرکز اور توانائی کا منبع ہے۔ ۴ ارب ۵۰ کروڑ سال پہلے یعنی سورج سے دس کروڑ سال بعد زمین تشکیل پائی جو پگھلا ہوا ایسا لاوا تھی جس میں وہ تمام عناصر موجود تھے جو اب تک وجود میں آ چکے تھے۔ تیز محوری گردش کی وجہ سے ہلکے عناصر سطح پر آ گئے اور بھاری عناصر مرکز میں جمع ہو گئے۔ اس طرح زمین کے مرکز میں اکٹھا ہونے والے نکل Nickle اور لوہے Iron نے وہ طاقتور مقناطیسیت پیدا کی جس نے زمین کے باہر خلا تک ایک ایسا مضبوط خول بنا دیا جو سورج کی طرف سے آنے والے مہلک اثرات اور ذرات کو زمین تک پہنچنے سے روکنے لگا اور زمین پر زندگی ممکن ہوئی۔ اس دوران ایک بڑا سیارہ ۲۵۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین سے ٹکرایا تو زمین سے ایک بڑا سا ٹکڑا الگ ہو کر زمین کے گرد چکر لگانے لگا جس کو چاند کا نام دیا گیا ہے۔ اسی ٹکر سے زمین اپنے محور پر قدرے ٹیڑھی ہو گئی جس کی وجہ سے موسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ۴ ارب ۴۰ کروڑ سال پہلے زمین کی فضا میں موجود بھاپ کے آبی بخارات بارش بن کر زمین پر برسنا شروع ہوئے۔ لاکھوں سال جاری رہنے والی اس بارش سے زمین کا درجہ حرارت کم ہوا اور جھیلیں اور سمندر وجود میں آئے۔ ۳ ارب ۸۰ کروڑ سال پہلے سمندر کی تہہ میں، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، اور کاربن سمیت ۶ عناصر کے حسین امتزاج سے DNA بنا، اور بیکٹیریا کی ابتدا ہوئی۔ تین ارب سال سے زائد عرصہ تک سمندر کی تہہ میں پائے جانے والے اس بیکٹیریا کے علاوہ زمین پر زندگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ اسی دوران ۲ ارب ۵۰ کروڑ سال پہلے بیکٹیریا نے سورج سے توانائی

جذب کر کے بڑھنا شروع کیا اور اس عمل میں آکسیجن پیدا ہونی شروع ہوئی ۔آکسیجن نے سمندر میں موجود لوہے کے ذرات کو زنگ لگا کر باہم جوڑنا شروع کر دیا تو یہ وزنی لوہا سمندر کی تہہ میں جمع ہونا شروع ہو گیا ۔کروڑوں سال تک اکٹھا ہوتا ہوتا یہ لوہا سمندر سے اوپر سطحِ زمین تک پہنچ گیا ۔۵۰ کروڑ ۵۰ لاکھ سال پہلے جب سمندر میں موجود سارے لوہے کو زنگ لگ چکا تو یہ آکسیجن سمندروں کے پانی میں حل ہونے لگی ۔جب پانی میں مزید حل نہ ہو سکی تو سطحِ زمین پر نکل کر فضا میں آگئی اور آج سے ساڑھے پانچ کروڑ سال پہلے فضا میں آکسیجن کی مقدار ۲۱ فی صد تک پہنچ گئی ۔آکسیجن ہی کی وجہ سے زمین کے گرد اوزون گیس کی تہہ بنی جو دوسرے سیاروں کی تابکاری کو زمین تک پہنچنے سے روکتی ہے ۔اس طرح درخت اگنا شروع ہوئے ۔۵۰ کروڑ سال پہلے سمندر میں ریڑھ اور دانتوں والی پہلی بڑی مچھلی وجود میں آئی اور دیگر دانتوں والے بڑے بڑے جاندار پیدا ہو گئے ۔ اس دوران کچھ بیکٹیریا نے پانی سے باہر آکسیجن پر زندہ رہنا سیکھ لیا ۔۴۰ کروڑ سال پہلے مگرمچھ کے پیشرو کچھ جانور سمندر سے زمین پر رینگنے لگے جو زمین پر انڈے دیتے ۔اس طرح حیات سمندر سے نکل کر زمین پر آئی ۔یہ ہے ابتدائے آفرینش کا سائنسی نظریہ ،لیکن جیسا شروع میں کہا گیا اس دعویٰ پر یقین نہیں کیا جا سکتا ۔

نظامِ شمسی

زمین اور اس کے علاوہ ۸ دیگر سیارے اپنے اپنے محور پر گھومنے کے علاوہ سورج کے گرد بھی مسلسل گھوم رہے ہیں ۔سورج سے فاصلہ کے لحاظ سے ان کی ترتیب یہ ہے: عطارد Mercury، زہرہ Venus، زمین Earth (اور اس کا چاند)، مریخ Mars، مشتری Jupiter، زحل یعنی Saturn، یورینس Uranus، نیپچون Neptune، اور پلوٹو Pluto ۔

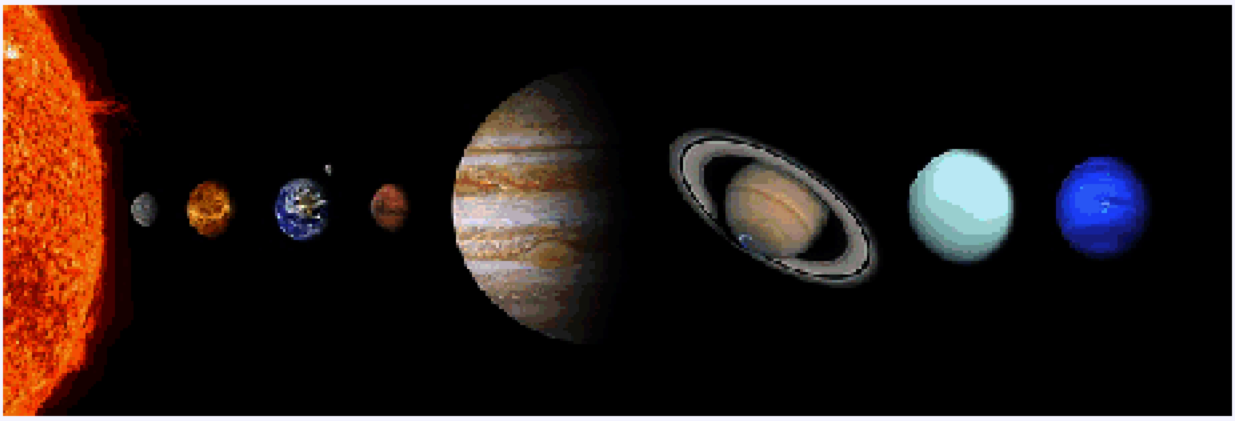

ہمارے نظامِ شمسی کا مرکز سورج ہے جس کے گرد ۹ سیارے Planets مسلسل گردش کر رہے ہیں ۔سب سے قریب عطارد ہے ،اس کے بعد زہرہ ،پھر زمین ،اس کے بعد مریخ ،پھر مشتری جو اس نظام کا سب سے بڑا سیارہ ہے ،اس کے بعد زحل ،پھر یورینس ،نیپچون اور سب سے دُور پلوٹو ہے ۔یہ سیارے اپنے اپنے محور پر بھی گھومتے ہیں اور گھومتے گھومتے ہی سورج کے گرد اپنے اپنے مقررہ مدار میں گردش کرتے رہتے ہیں ۔کوئی اپنے مدار سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا ۔سورج سے قریب ترین عطارد Mercury ہمارے چاند سے ذرا بڑا ہے اور ۴۵۰ سنٹی گریڈ گرم ہے ۔اس کی فضا ہے ہی نہیں ۔اسکا قطر ۴۸۷۸ کلومیٹر

ہے۔عطارد سے دوسرے نمبر پر زہرہ Venus ہے جسکی فضا زہریلی اور بے حد گرم، اور دباؤ نا قابل برداشت ہے۔زمین جیسی ساخت وسائز ہے لیکن سب سے زیادہ روشن سیارہ ہے۔تیسرے نمبر پر زمین ہے۔اس کا قطر ۱۲،۷۵۶ کلومیٹر ہے اور یہ سورج سے ۱۵۰ ملین کلومیٹر (۹ کروڑ ۳۸ لاکھ میل) دور ہے۔پانی، آکسیجن اور معتدل درجہ حرارت کی وجہ سے یہ سیارہ انسانی آبادی کا مستقر ہے۔چوتھا سیارہ مریخ یعنی Mars ہے جس پر پہاڑ اور وادیاں ہیں، برف پڑتی ہے اور آندھیاں آتی ہیں۔اسکا قطر ۶۷۸۷ کلومیٹر ہے۔سورج سے پانچواں مشتری یعنی Jupiter ہے جو نظامِ شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے، جسکا قطر ۱۴۲،۸۰۰۰ کلومیٹر ہے۔اس پر بہت مضبوط کششِ ثقل ہے اور اس کے اپنے کئی چاند ہیں۔یہ صرف ہائیڈروجن اور ہیلیئم گیس پر مشتمل ہے جو سب سے پہلے تشکیل پانے والے عناصر ہیں۔بادلوں کا رنگین ہالہ اسے گھیرے رہتا ہے۔ چھٹے نمبر پر زحل Saturn ہے جو ۱۲۰،۰۰۰ کلومیٹر قطر کا ہائیڈروجن اور ہیلیئم پر مشتمل سیارہ ہے۔اس کے گرد برف اور پتھر کے کئی Rings مستقل گردش کر رہے ہیں۔ساتویں نمبر پر یورینس Uranus ہے جو ۵۱،۱۲۰ کلومیٹر قطر کا سفید گولا ہے۔اسکی فضا میں میتھین گیس ہے اور اس کے اپنے کئی چاند ہیں۔آٹھویں نمبر پر نیپچون Neptune ہے جو زمین سے ۱۷ گنا بڑا ہے۔اس پر آواز سے تیز رفتار پر آندھیاں چلتی رہتی ہیں۔یہ سورج سے زمین کی نسبت ۳۰ گنا دور ہے اس لیے ٹھنڈا ہے۔سورج سے ۹ ویں نمبر پر پلوٹو Pluto ہے۔اس چھوٹے سے سیارہ کا قطر ۲۳۷۰ کلومیٹر ہے۔حال ہی میں ۱۴ جولائی ۲۰۱۵ء کو اس کا قریب سے مشاہدہ کیا گیا ہے۔

ہماری زمین:

فاصلے کے لحاظ سے عطارد اور زہرہ کے بعد سورج سے تیسرے نمبر پر، اور سائز کے لحاظ سے مشتری، زحل، پلوٹو اور نیپچون کے بعد پانچویں نمبر پر ہماری زمین ہے جس کا قطر ۱۲،۷۵۶ کلومیٹر ہے۔ (سورج کا قطر ۱۳،۹۰،۰۰۰ کلومیٹر ہے یعنی زمین سے ۱۰۹ گنا)۔ہمارا یہ سیارہ سورج سے تقریباً ۱۵۰ ملین کلومیٹر فاصلے پر، اپنے چاند سمیت سورج کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔زمین کا بیرونی خول ۴۰ کلومیٹر موٹا ہے جو زیادہ تر سلیکون ڈائی آکسائڈ اور باقی مٹی پتھر ہے۔یہ مختلف موٹی موٹی پلیٹوں پر مشتمل ہے جو گرم پگھلے ہوئے مادہ پر تیرتی رہتی ہیں۔ان ہی کے باہم رگڑ کھانے سے زلزلے آتے ہیں۔پاکستان "یوریشین پلیٹ" کے مشرقی سرے پر واقع ہے۔زمین کے مرکز میں زیادہ تر لوہا (اور کچھ نکل) ہے اور وہاں کا درجہ حرارت سورج کی سطح سے زیادہ ہے۔اندر سلیکون، میگنیزیم، کیلشیم اور ایلومینیم وغیرہ پائے جاتے ہیں۔زمین میں کیمیکلز کا مکمل تناسب اس طرح ہے: لوہا= 34.6%، آکسیجن= 29.5%، سلیکون= 15.2%، میگنیزیم= 12.7%، نکل= 2.4%، گندھک= 1.9%، اور ٹیٹانیم= 0.5%۔ سطحِ زمین کا ۷۱ فیصد حصہ پانی ہے اور ۲۹ فیصد خشکی۔زمین کی فضا ۷۷ فیصد نائٹروجن اور ۲۱ فیصد آکسیجن پر مشتمل ہے۔آبادیوں

میں آکسیجن کی مقدار آبادی، ٹرانسپورٹ اور صنعتی مشینری کے زیرِ اثر کم ہو کر ۱۹ فیصد تک آ جاتی ہے۔ غیر آباد قدرتی جنگلات اور باغات میں پوری ۲۱ فیصد ہوتی ہے۔

زمین کا چاند:

زمین سے ۳۸۴،۰۰۰ کلومیٹر فاصلے پر ۳۴ے،ا کلومیٹر قطر کا چاند اِس کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ اس کی اپنی نہ فضا ہے نہ اس کے مرکز میں زمین کی طرح کھولتا ہوا لاوا، اور نہ ہی اس میں کششِ ثقل ہے۔ اس لیے اس پر ہر وقت شمسی ہوائیں براہِ راست ٹکراتی ہیں، جس کی شہادت زمین پر لائے گئے پتھر کے نمونوں سے بھی ملی ہے۔ چاند پر پہلی دفعہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء کو انسان نے قدم رکھا تھا۔ اس کے بعد بھی مصنوعی سیارے چاند پر اترتے اور تحقیق کرتے رہے۔ چاند کی سطح سے مختلف اوقات میں ۳۸۲ کلوگرام پتھر کے نمونے زمین پر لائے جا چکے ہیں جن پر سائنسی تحقیق جاری ہے۔

انسان کی ابتدا اور ارتقا

ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس نے ہمیں پیدا ہی احسنِ تقویم پر، یعنی نہایت خوبصورت اور متوازن ساخت اور صلاحیتوں کے ساتھ کیا۔ یہاں بیان کیے گئے قیاسے محض سائنسی اندازے ہیں جن پر یقین کرنا ضروری نہیں۔

۷۰ لاکھ سال پہلے گھاس نے پوری سطح زمین کو ڈھانپ لیا اور افریقہ میں درخت بہت کم رہ گئے۔ اتنے کم کہ درختوں پر رہنے والے بندر نما جاندار زمین پر اتر کر گھاس میں رہنے پر مجبور ہو گئے۔ لمبی گھاس کے اوپر سے دور تک دیکھنے کے لیے دو پاؤں پر چلنا پڑتا۔ چنانچہ وہ شکار اور اپنی حفاظت کے لیے سر اٹھا کر دو پاؤں پر چلنے لگے۔ ۲۶ لاکھ سال پہلے پتھر کو توڑ کر اس کے نوکیلے کناروں سے درختوں کی ٹہنیاں کاٹنا اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے جھونپڑیاں بنانا شروع کیں۔ ۸ لاکھ سال پہلے پتھر کو رگڑ کر چنگاری سے سوکھے گھاس کی آگ جلائی گئی۔ آگ اور آگ پر پکا کھانا کھایا جانے لگا۔ بہتر غذا ملنے سے دماغ بڑا ہو گیا اور سوچنے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ پھر انسان آگ پر مٹی کے برتن پکانے لگا، دھات کو پگھلا کر ہتھیار بنانے لگا اور بتدریج پانی کو ابال کر بھاپ بنانے لگا۔ ۲ لاکھ سال پہلے انسان موجودہ شکل اختیار کر چکا تھا، مختلف آوازیں نکالنے لگا اور معلومات کا تبادلہ کرنے لگا۔ یہ صلاحیت کسی دوسرے جاندار کے پاس نہیں ہے۔ سوچنے اور گفتگو کرنے کی صلاحیت باقی تمام جانداروں پر انسان کی واضح فضیلت ہے۔ ایک لاکھ سال پہلے انسان ابتدائی ہتھیار لے کر اکٹھے سفر کرنے لگے۔ افریقہ سے چل کے جھیل وکٹوریہ سے دریائے نیل کے ساتھ ساتھ مصر، شام، اور وہاں سے عراق تک پہنچا۔ نقلِ مکانی کی اس صلاحیت نے نسلِ انسانی کو اس کے بعد معدوم نہیں ہونے دیا کیونکہ اب یہ موسموں کی شدت سے اپنی حفاظت کر سکتا تھا۔ ۵۰ ہزار سال پہلے ایک اور برفانی دور شروع ہوا اور قطب شمالی کی طرف سے آ کر برف زمین کو ڈھانپنے لگی۔ ۳۲ ہزار سال پہلے چھانے والی برف اور شدید سردی سے بچنے کے لیے انسان برف پر چلتا چلتا یورپ اور جنوب میں آسٹریلیا کی طرف پھیل گیا۔ ۲۰ ہزار سال پہلے مسلسل بڑھتی سردی کے آگے آگے چلتا انسان سائبیریا تک جا پہنچا۔ سردی کی سختیوں کی وجہ سے انسان نے مل کر رہنے، سفر کرنے، جانوروں کی کھال اوڑھنے، جھونپڑے بنانے، غاروں میں رہائش اختیار کرنے اور آواز کے علاوہ تصاویر بنا کر معلومات کا تبادلہ کرنے کی صلاحیت اختیار کی جس سے پھر معدوم ہونے سے بچ گیا اور پوری زمین پر پھیل گیا۔ بڑھتی ہوئی سردی اور برف کی وجہ سے سمندروں کی سطح ۳۰۰ سے ۴۰۰ فٹ تک نیچے چلی گئی اور انسان دور دراز تک پہنچ گیا۔ ۱۲ ہزار سال پہلے، افریقہ سے نکلنے سے ۱۰۰۰ سال کے اندر، انسان سردی گرمی پر غالب آتا، موسموں کے مطابق ڈھلتا اور سفر کرتا جنوبی امریکہ تک پہنچ گیا۔ اب انسان برفانی علاقوں سے لے کر صحراؤں تک پوری زمین پر پھیل چکا تھا جبکہ اس کا پیشرو چمپنزی خطِ استوا کے جنگلات تک ہی محدود رہا۔ ۱۱۷۰۰ سال پہلے ایک بار پھر درجۂ حرارت میں اضافہ شروع ہوا تو برف پگھلنے لگی اور زمین پھر خشک حصوں میں بٹ گئی جن کے درمیان وسیع سمندر حائل تھے۔ گلیشیر سمٹے تو جھیلیں اور دریا وجود میں آئے۔ افریقہ میں جھیل وکٹوریہ کا پانی نکل کے بہنے لگا تو مصر میں دریائے نیل وجود میں آیا، اسی طرح عراق میں دجلہ اور فرات بنے، ہندوستان میں دریائے سندھ اور چین میں دریائے یانگ زی۔ اس طرح ۱۱۷۰۰ سال قبل زمین نے موجودہ جغرافیائی شکل، اور انسان نے موجودہ ہیئت اختیار کی۔ درجہ حرارت بڑھنے لگا تو نباتات اور درخت تیزی سے اگنے لگے، جانور پھلنے پھولنے لگے، دریاؤں کے کنارے انسانی آبادیاں قائم ہوئیں، انسانی آبادی میں بھی اضافہ ہونے لگا اور بود و باش کے الگ الگ طریقے وجود میں آنے لگے جنہیں تہذیب و ثقافت کہتے ہیں۔ بڑھتی آبادی اور زیادہ خوراک کی ضرورت نے انسان کو بیج بو کر کاشتکاری کرنا سکھا دیا اور ۱۰ ہزار سال پہلے گھاس کی تین قسمیں، گنا، گندم اور چاول توانائی کی ضرورت پوری کرنے لگیں اور ان کی باقاعدہ کاشت شروع ہو گئی۔

معلوم تاریخ

۸۰۰۰ سال پہلے عراق کی سرزمین پر کاشتکاری کے ساتھ ساتھ جانوروں اور گھوڑے کو سدھایا جانے لگا۔ اور گھوڑا سواری، سفر، کاشتکاری اور لڑائیوں کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اس طرح آگ، آکسیجن، اور زراعت کے بعد گھوڑا انسان کے لیے بڑی نعمت ثابت ہوا۔ یہ وفادار وحشی جانور، ہل چلانے، تیز رفتار سواری اور لڑائی جھگڑے میں مفید ساتھی بن گیا۔ ۵۰۰۰ سال پہلے عراق کی جنوبی تکون میں اور سندھ کے کنارے کوٹ ڈیجی اور موہن جوڈیرو کی منظم آبادیاں اور تہذیبیں پروان چڑھیں۔ سب سے پہلی شہری آبادیاں شروع ہوئیں۔ آج سے پانچ ہزار سال قبل ۵۰ مربع میل رقبہ کے شہر اُر کی آبادی ۵۰۰۰۰ تھی، جو ۱۰۰۰ فی مربع میل بنتی ہے۔ یہ آج کے حساب سے بھی گنجان ترین آبادی ہے۔ اس دور میں سال بھر کی فصل ایک ہی موسم میں اکٹھی کر کے سنبھالنے کا رواج پڑا، تحریر ایجاد ہوئی، حفاظت کے لیے افواج قائم کی گئیں اور شہری انتظام کے لیے سیاست کی ابتدا ہوئی۔ دجلہ، فرات، نیل، سندھ اور یانگ زی دریا کے کناروں پر گنجان آباد شہر قائم ہوئے اور ان شہروں کے درمیان اشیاء ضرورت کے تبادلہ کے لیے تجارت شروع ہوئی۔ باربرداری کے لیے اولین جانور گدھا استعمال ہوا جو ۱۵۰ کلوگرام تک وزن بلا تکان اونچے نیچے راستوں پر لے جاتا اور گھاس پھونس کھا کر پیٹ بھر لیتا۔ لکڑی اور تانبے کے ساتھ ساتھ، خیالات تصورات اور داستانیں بھی ایک سے دوسرے شہر اور تہذیب میں پہنچنے لگیں۔ پھر دور دراز جگہوں پر سامان پہنچانے کے لیے کشتیاں اور جہاز بنے۔ ۴۰۰۰ سال پہلے غیر معمولی حجم کی بڑی عمارات تعمیر ہونا شروع ہوئیں۔ نیل کے کنارے اہرام بننے لگے، برطانیہ میں سٹون ہینج stone henge کی تعمیر شروع ہوئی، اور بابل میں کثیر المنزلہ محلات اور بُرج ابھرے۔ جوڑنے کے مصالحہ کے طور پر زیر زمین سے کیچڑ نما لُک نکال کر استعمال کرتے۔ لُک کی کھدائی کے ساتھ ہی ایسا تیل نکلتا جو آگ پکڑ لیتا اور پریشانی کا باعث بنتا۔ بابل کے لوگ اسے نیپتھا Neptha کہتے اور آج ہم اسے تیل کہتے ہیں جس کی وجہ سے بابل اور عراق خوشحالی ترقی اور جنگوں کا پہلا مرکز بنا۔ سندھ اور بابل میں گنتی کے لیے درجن کا نظام رائج تھا۔ اسی وجہ سے دن ۱۲ گھنٹوں کے دو حصوں میں تقسیم، اور وقت میں بھی ۱۲ گھنٹے اور ۶۰ منٹ رائج ہیں۔ اسی دور میں جنوبی عراق کے سمیریوں نے پہیہ ایجاد کیا اور گھوڑا گاڑی Chariot بنی۔ پہیے اور ریڑھے کی ایجاد سامان کی ترسیل اور سفر میں سرعت کے علاوہ جنگی مقاصد کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی۔ ۳۲۰۰ سال پہلے پہیہ گاڑی کے ساتھ لڑی گئی ایک جنگ کی وجہ سے تانبے کی تجارت اور آمدورفت میں رکاوٹ ہوئی تو لوہے کا استعمال شروع ہوا۔ یہ تانبے سے سات سو گنا زیادہ دستیاب تھا اور اسکی دھار تیز کرنا بھی کہیں آسان تھا۔ اس طرح کانسی کی بجائے لوہے کا دور شروع ہوا۔ ۲۰۰۰ سال تک زمین براعظموں میں منقسم تھی اور تجارت صرف یوریشیا اور افریقہ کے درمیان ہی محدود تھی جہاں زمینی رابطہ موجود تھا۔ صحرائی افریقہ اور امریکہ ابھی تک پرانے طریقہ پر ہی الگ تھلگ چلے آرہے تھے۔ طلوع اسلام سے ۱،۳۰۰ سال قبل اٹلی کا ساحلی شہر پومپائی آباد ہوا۔ ۸۰۰ سال سے آباد اس ترقی یافتہ شہر میں کھیلوں کے ۲ سٹیڈیم، آب رسانی اور نکاس کا شاندار نظام، ایک کامیاب بندرگاہ اور ۹۰ ہوٹل تھے۔ جس پہاڑ

کے دامن میں آباد تھا، سن ۷۹ عیسوی میں اس میں ایسی شدت کی آتش فشانی ہوئی کہ ہیروشیما پر گرائے جانے والے ایٹم بم سے ایک لاکھ گنا شدید حرارت پیدا ہوئی۔ جو کچھ جہاں تھا، پلک جھپکتے اسی حالت میں راکھ ہو گیا اور لاوے اور راکھ کی ۲۰ فٹ موٹی تہہ کے نیچے دب گیا۔ اس کا بیان کرنے والا بھی کوئی نہ بچا اور ڈیڑھ ہزار سال تک اس شہر کا کہیں ذکر نہ ہوا۔ ۱۵۹۹ء میں اتفاقاً اس کے آثار دیکھے گئے تو حیرت ناک انکشافات نے عالم انسانی کو دنگ کر دیا۔ آکسیجن اور نمی نہ ہونے کی وجہ سے ڈیڑھ ہزار سال میں بھی کوئی بدن یا چیز خراب نہ ہوئی۔ ۲۶۰۰ سال پہلے لوہے کے ہتھیاروں اور تربیت یافتہ گھوڑوں پر مشتمل فوج نے انسان کو ایک نئی طاقت سے آشنا کر دیا اور اسے محدود رکھنا ممکن نہ رہا۔ اس نے وسیع سلطنتیں قائم کرنا شروع کر دیں۔ ۲۵۰۰ سال پہلے ایران کی مملکت ۲۱ لاکھ مربع میل علاقہ پر مشتمل تھی۔ ۲۳۳۰ سال پہلے سکندر یونانی نے ۲۰ لاکھ مربع میل پر مشتمل عظیم مملکت قائم کی۔ ۲۱۰۰ سال پہلے چین میں ہان حکومت ۲۲ لاکھ مربع میل پر حاوی تھی، اور ۱۹۰۰ سال پہلے رومی سلطنت ۱۹ لاکھ مربع میل پر مشتمل تھی۔ ۲۱۰۰ سال پہلے چینی حکمران نے ہندوستان اور یورپ کے ساتھ ریشم کے بدلے تجارتی امکانات کا جائزہ لینے کے لیے اپنا تجارتی وفد بھجوایا۔ جس راستہ پر اُس نے سفر کیا وہ شاہراہِ ریشم کہلایا۔ آج سے ۲۱۰۰ سال پہلے سے لے کر ۱۸۰۰ سال پہلے تک یعنی ۱۰۰ قبل مسیح سے ۲۰۰ عیسوی تک کی تین صدیاں چین، ایشیا اور یورپ کی تجارت کے عروج کی صدیاں تھیں۔ اب ۲۰۱۶ء میں اس شاہراہ کو پھر سے چین اور پاکستان مل کر اور بھی وسیع کر رہے ہیں۔ ۲۰۰۰ سال پہلے تہذیبی عروج سامنے آیا۔ دنیا میں عظیم سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں، بین الاقوامی وسیع تجارت جاری تھی، لیکن تجارت کے ساتھ ساتھ مذاہب اور بیماری بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلتے چلے گئے۔ وباؤں کے اثرات سے چین میں ہان حکومت اور یورپ میں رومن ایمپائر زمیں بوس ہو گئیں۔ شام اور ترکی کے علاقوں میں تو عیسائیت پھیل ہی رہی تھی لیکن ان پر قابض اور حاکم ملک اٹلی میں عیسائی ابھی تک نہائت معتوب و مغضوب تھے۔ لیکن ۳۱۲ء میں رومی شہنشاہ کانسٹنٹائن کے عیسائیت قبول کر لینے سے یہ مذہب عالمی حیثیت اختیار کر گیا۔ یورپ کے علاوہ مصر، حبشہ، یمن اور نجران تک لوگوں نے عیسائیت قبول کر لی۔ ۶۱۰ عیسوی میں طلوعِ اسلام ہوا۔ جب انسان مادی ترقی، عمرانی رویوں اور سوچ بچار کے مراحل سے آشنا ہو چکا تو کائنات کے خالق و مالک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے نوعِ انسانی کی دائمی رہنمائی کے لیے دینِ کامل عطا فرمانے کا فیصلہ کیا جس میں امن، عزت، وقار کے ساتھ بقا ممکن ہے۔ اس دین کی دعوت اور تعلیم کے لیے جس عظیم ہستی کو اپنا نمائندہ بنا کر مبعوث کیا، اس کی تربیت ماں کی گود سے ہی خاص انداز میں شروع کی تاکہ اپنی محدود عقل کو اپنا رہنما سمجھنے والے مٹی کے ضدی پتلوں کی مزاحمت پر اپنی حکمت اور صبر سے غالب آسکے۔ اور یہی ہوا۔ خطۂ عرب میں طلوعِ اسلام اور اس کی عالمی دعوت نے دنیا کا نقشہ اور رنگ بدل کر رکھ دیا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ اسلامی سلطنت رومی سلطنت کے وسیع ترین دور سے بھی اڑھائی گنا بڑے علاقہ پر قائم تھی۔ دنیا کے مرکز میں واقع ہونے اور گدھے کی بجائے اونٹ کو بار برداری کے لیے استعمال کرنے کی وجہ سے عرب عالمی تجارت پر چھا گئے۔ اونٹ گدھے سے دگنا وزن اُس سے آدھے وقت میں، یعنی ۳۰۰ کلوگرام ایک دن میں ۶۰ میل (۱۰۰ کلومیٹر) تک پہنچا دیتا ہے۔ عرب تاجروں نے صحرائے اعظم سے اٹلی تک، اور چین وہندوستان سے خلیجی ریاستوں

اور یورپ تک نمک، چاول، کافی، مصالحے اور سنگترے کی تجارت کے دوران گنتی، ثقافت اور چینی بارود تک بھی رسائی حاصل کی۔ سب سے پہلے عربوں نے ہی صلیبی جنگوں میں عیسائی حملہ آوروں پر توپ سے گولے داغے۔ وہیں سے یورپی اقوام نے بارود کا استعمال سیکھ کر بارودی اسلحہ کی تیاری میں مہارت حاصل کی۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں جب دنیا کی کل آبادی ۴۰ کروڑ ہو چکی تھی، انسان گھوڑے، بارود، تجارت، زراعت اور سمندری سفر پر قادر ہو چکا تھا، لیکن براعظم امریکہ اب تک الگ

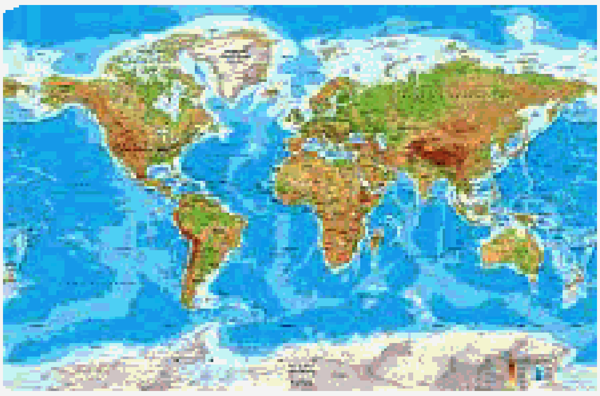

تھلگ ہی تھا اور دنیا کی ترقی کے اثرات سے نابلد۔ اٹلی کے جہاز ران کرسٹوفر کولمبس نے ہندوستان تک نئے آسان بحری راستہ کی تلاش کے لیے سب یورپی ریاستوں سے رقم کی فرمائش کی تو سپین کی ملکہ اور بادشاہ کے علاوہ کسی نے حامی نہ بھری۔ کولمبس تکونی بادبانوں والے جہاز پر تیز رفتاری سے چلتا چلتا ہندوستان کی بجائے امریکی ساحل پر جا لگا اور وہاں سیاہی مائل رنگت کی بجائے سُرخ رنگت کے قدیم باشندوں کو دیکھ کو انہیں ریڈ انڈین Red Indian پکارنے لگا اور بندوق کے زور پر انہیں بتدریج غلام بنا لیا۔ یورپیوں کی بندوق اور مہلک بیماریوں کے جراثیم نے مقامی آبادی کو تقریباً معدوم کر دیا۔ اس کے بعد سے دنیا ویسی پُرامن نہیں رہی جیسی کبھی تھی۔ سولھویں صدی غلامی کی صدی تھی۔ امریکی سرزمین پر سونے اور چاندی کی لُوٹ کھسوٹ سے فارغ ہو کر یورپی مہاجرین گنے کے کھیتوں پر قابض ہوئے اور وسیع پیمانے پر گنے کی کاشت شروع کی۔ انہوں نے چینی پہلی بار صلیبی جنگوں کے دوران دیکھی اور چکھی تھی۔ گنے کی وسیع کاشت کے لیے کھیت مزدوروں کی ضرورت تھی اور افریقہ میں غریب لوگ برائے فروخت مل جاتے تھے۔ دھڑا دھڑ غلام خرید کر باندھ کر جہازوں کے جہاز امریکہ لے جائے گئے اور گنے کے کھیتوں کے علاوہ گھریلو اور دیگر خدمات پر متعین ہوئے۔ ان کے حالات، اور خرید و فروخت، اور فرار کے قوانین قدیم روم، مصر، اور عرب سے بھی بدتر تھے۔ آخری برفانی دور Last Ice Age کے ۱۵۰۰۰ سال بعد دنیا دو الگ الگ حصوں کی بجائے ایک ہونے لگی، تجارت، ثقافت اور طاقت کے نئے مراکز سامنے آئے۔ امریکہ سے ایک نئی فصل مکئی مصر ہندوستان اور چین تک پہنچی اور گندم امریکہ تک۔ سمندری جہازوں اور سمندری سفر کی ترقی سے عرب کی بجائے یورپ نے مرکزی حیثیت اختیار کر لی، اور تین سو سال کے اندر، سن ۱۸۰۰ عیسوی تک دنیا کی آبادی دگنی ہو کر ۹۰ کروڑ ہو گئی۔ اٹھارھویں صدی، کوئلہ، انجن اور صنعتی انقلاب کی صدی تھی۔ ۱۷۰۰ عیسوی تک انسان اپنے اجداد کی طرح امن اور سادگی سے رہ رہا تھا۔ کاشتکاری سادہ تھی، اوزار لوہاروں اور ترکھانوں کے ہاں بنتے تھے، اور سامانِ تجارت کو دنیا کا چکر لگانے میں ایک سال لگ جاتا۔ سارے کام انسان کی اپنی بدنی طاقت اور سدھائے ہوئے جانوروں کی مدد سے ہوتے تھے۔ اوزار اور ہتھیار

بنانے کے لیے لوہا پگھلانے کا کام لکڑی جلا کر کیا جاتا لیکن درختوں میں کمی کے بعد یہ کام زمین کے نیچے سے کوئلہ نکال کر اس سے ہونے لگا۔ کوئلے کی کانوں میں بھر جانے والے پانی کو نکالنے کے لیے ۱۷۱۲ء میں برطانیہ میں کوئلے سے چلنے والا بھاپ کا انجن بنایا گیا، اور یہ ایجاد صنعتی انقلاب کی بنیاد بن گئی۔ کوئلہ کو جگہ جگہ پہنچانے کے لیے بھاپ کے انجن سے ٹرین چلنے لگی جس سے طویل سفر ممکن اور آسان ہو گیا۔ انیسویں صدی پٹرول انجن، کار، اور ذرائع مواصلات کی صدی تھی۔ ۱۸۷۰ء میں امریکہ میں پٹرول سے چلنے والی کار ایجاد ہوئی تو چھوٹی ذاتی سواری کے طور پر پوری دنیا میں چھا گئی۔ اس سے پٹرول کی کھپت ایسی بڑھی کہ سب سے زیادہ ضروری چیز بن گیا۔ اس کے بعد ہوائی جہاز بنے، ٹیلیفون، اور تار ایجاد ہوئے اور پھر بجلی کی ایجاد نے تاریکی ختم کر دی۔ ان ایجادات نے زندگی آسان اور ترقی کی رفتار تیز کر دی۔ انسان نے اپنی سہولت کے لیے جو سوچا بنا لیا۔ اس صنعتی ترقی کی بنیاد پر یورپی اقوام دنیا پر چھا گئیں۔ ۱۸۰۰ء میں دنیا کے ۳۵ فیصد پر ان کا قبضہ تھا، جو ۱۹۰۰ء میں ۸۵ فیصد ہو گیا۔ آسانیوں سے آبادی میں اضافہ بھی تیز ہو گیا اور ۱۹۰۰ء میں آبادی ڈیڑھ ارب تک پہنچ گئی اور اگلی ایک صدی میں چار گنا ہو کر ۲۰۰۰ء تک چھ ارب ہو گئی، اور اگلے پندرہ برسوں میں ۲۰۱۵ء تک سات ارب کو جا پہنچی ہے۔ انسانی رابطوں میں ٹیلیگراف اور ٹیلیفون سے بہت آگے انٹرنیٹ نے فاصلے اور وقت ختم کر کے رکھ دیے ہیں۔ زمین کے ایک حصے میں بیٹھا کوئی شخص ۱۵ ہزار کلومیٹر دور اپنا پیغام ایک سیکنڈ میں پہنچا رہا ہے اور وڈیو کالز میں رُوبرو گفتگو ہو رہی ہے۔ بیسویں صدی، ایجادات اور تباہ کن جنگوں کی صدی ثابت ہوئی۔ انسان نے روزِ اول سے اپنی بھوک مٹانے کے لیے دوسرے جانداروں کی جان لی، اور زمین سے خوراک اگانے والی زمین کے زیادہ سے زیادہ علاقہ پر قبضہ کی کوشش جاری رکھی۔ ٹیکنالوجی کی ترقی اور تیل وانجن کی دریافت نے جہاں دنیا بدل کر رکھ دی وہیں جنگ کے لیے بھی نیزے بھالے اور گھوڑے کی بجائے بندوق، توپ، ٹینک اور جہاز استعمال ہونے لگے۔ ایسے تباہ کن ہتھیار بنائے گئے جن سے آن کی آن میں سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں انسان لقمۂ اجل بننے لگے۔ وسائل پر قبضے کی ہوس نے کرۂ ارض پر وہ تباہی پھیلائی جس کا سوچ کر بھی خوف آتا ہے۔ حتیٰ کہ مادہ کے ایک حقیر ذرے کو پھاڑ کر بنائے گئے ایٹم بم سے ۱۹۴۵ء میں جاپان کے دو شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما کو پلک جھپکتے میں نابود کر دیا گیا اور اڑھائی لاکھ افراد ہلاک ہو گئے۔ گذشتہ ۲۰۰۰ سال میں کُل جتنے انسان قتل ہوئے تھے اکیلی بیسویں صدی میں اس سے تین گنا افراد لقمۂ اجل بنے۔ بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی ۱۹۰۴ء تا ۱۹۰۵ء میں روس اور جاپان کے مابین ڈیڑھ سال تک بحری جنگ جاری رہی۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء پانچ سالہ پہلی جنگِ عظیم میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ اموات ہوئیں اور دو کروڑ زخمی و اپاہج ہوئے۔ ۱۹۱۷ء کے روسی کمیونسٹ انقلاب میں دس کروڑ ہلاکتیں ہوئیں۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء کی پہلی جنگِ عظیم کے بیس سال بعد کی ۶ سالہ دوسری جنگِ عظیم میں چھ کروڑ افراد، یعنی اُس وقت کی عالمی آبادی کا چوتھا حصہ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے سے ۲ لاکھ ۴۰ ہزار اموات ہوئیں۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۵ء تک کی ویتنام کی جنگ میں پانچ لاکھ ہلاکتیں ہوئیں۔ ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۶ء کی روسی فوجی مداخلت کے دوران لاکھوں افغان اور روسی ہلاک ہوئے۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء کی ایران عراق جنگ میں دس لاکھ فوجی اور سویلین ہلاک ہوئے۔ ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۱ء کویت عراق

تنازع پر اور امریکی حملہ سے ہزار ہا اموات ہوئیں ۔۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۵ء بوسنیا کی لڑائی میں پانچ لاکھ اموات ہوئیں ۔۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۴ء افغانستان پر حملہ میں لاکھوں اموات ہوئیں (صحیح اعداد میسر نہیں) ۔۲۰۰۳ء تا ۲۰۱۵ء عراق پر امریکی حملہ میں بارہ لاکھ سے زیادہ افراد لقمۂ اجل بنے ۔اس طرح ۱۹۱۴ء سے ۲۰۱۵ء تک ایک صدی میں ۲۰ سے ۲۱ کروڑ انسان ہلاک کیے گئے ۔زخمی اور اپاہج ہونے والے بھی اتنے ہی ہوں گے ۔صرف افغانستان پر حملہ کے دوران امریکہ کے ایک لاکھ فوجی دماغی طور پر مجروح اور مریض ہوئے ہیں ۔دوسروں کے اعداد کہیں زیادہ ہوں گے ۔ لاتعداد لوگ بے گھر ہوئے ،عمارات اور تنصیبات تباہ ہوئیں ۔یہ تھی ایجادات اور ہلاکتوں سے بھری بیسویں صدی جسمیں یہ سب کچھ وسائل پر قبضے اور اسلحہ بیچنے والے ممالک کی صنعت وتجارت کی ترقی کے لیے کیا گیا ۔امید کرنی چاہیے کہ اکیسویں صدی تباہی کی بجائے توانائی اور تخلیق کی صدی ثابت ہو گی ،لیکن اواخر نومبر ۲۰۱۵ء دنیا کے ہر ملک کے ہمسایہ ،امریکہ ،نے شام کے مسئلہ میں خطرناک مداخلت شروع کر رکھی ہے ۔ دسمبر ۱۵ء کے وسط میں ترکی کے ہاتھوں روسی بمبار طیارہ گرائے جانے اور نیٹو ممالک کی طرف سے ترکی کی حمایت کے اعلان کے بعد ایک اور عالمی جنگ کے بادل نظر آنے لگے تھے لیکن رُوس کے تدبّر نے صورتحال سنبھال لی ۔البتہ شام کو تقسیم کرنے کی بھرپور کاششیں جاری ہیں ۔دیکھیے آسمان کیا منظر دکھاتا ہے ۔

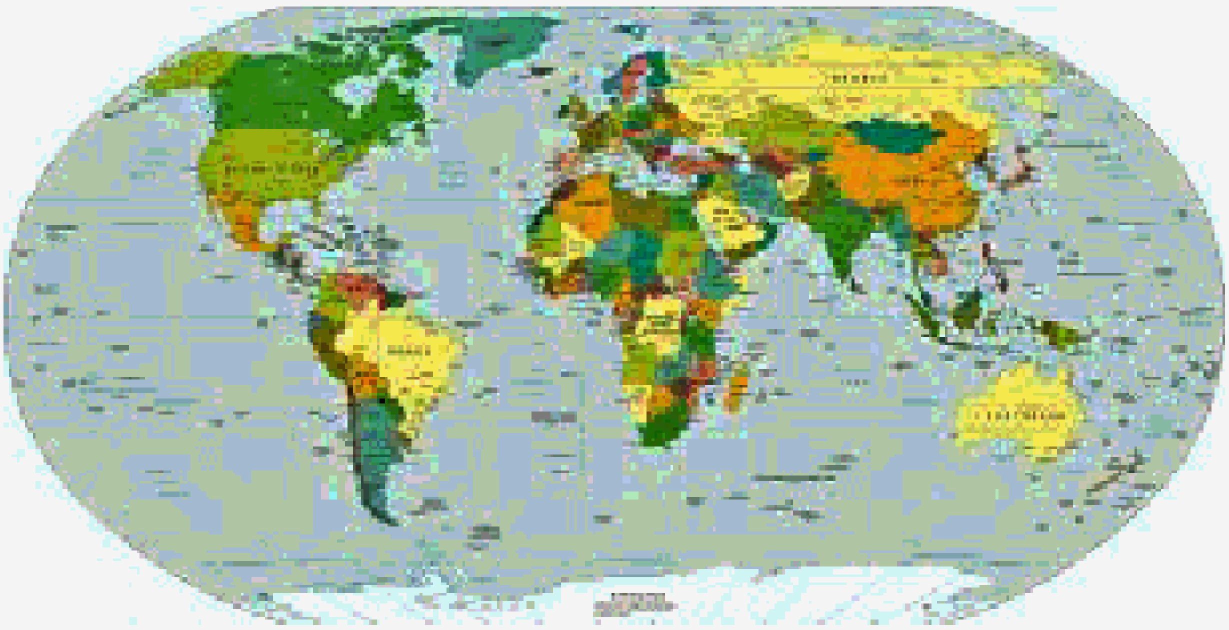

زمین اپنی موجودہ شکل میں

قدیم تہذیبیں اور مذاہب

۱۰یا۱۲ہزار سال پہلے کرۂ ارض نے اور انسان نے موجودہ شکل اختیار کی۔انسان نے شکار کے بعد کاشتکاری اور اس کے بعد اجتماعی زندگی شروع کی۔چھوٹی چھوٹی آبادیوں سے آگے بڑھ کر شہر آباد کیے اور ان میں تقسیم کار اور تنظیم قائم کی۔اس طرح ان منظم شہری آبادیوں میں لوگوں نے عمارات کی تعمیر، عبادات، لباس، خوراک اور رہن سہن کے انداز اپنائے جنھیں تہذیبیں کہا جاتا ہے۔بہت سی تہذیبیں صدیوں تک عروج پاتے جانے کے بعد زوال کا شکار ہوئیں اور معدوم ہوگئیں یہاں تک کہ ان کھدائی کرنے سے ان کے آثار نظر آتے ہیں۔کہیں زلزلوں نے تہہ وبالا کر دیا کہیں آتش فشانوں نے راکھ کر دیا اور کہیں خشک سالی نے آبادی ختم کر دی۔نئی آبادیاں اور نئی تہذیبیں وجود میں آتی گئیں اور اپنے ضروریات کے مطابق انداز بود و باش اختیار کرتی گئیں۔۱۰،۰۰۰ سال قبل از اسلام ابتدائی آبادیاں جو چراگاہوں پر مبنی تھیں۔۸ ہزار سال قبل از اسلام خشک سالی جیسی وجوہات سے صحرائے اعظم جیسے علاقوں کے وجود میں آجانے سے دریاؤں کے کنارے جیسے نیل کے کنارے مصر، سندھ کے کنارے کوٹ ڈیجی، موہنجوڈارو اور دریائے یانگ زی کے کنارے قصبوں اور شہروں اور تہذیب کی ابتدا ہوئی۔۶۰۰۰ سال قبل از اسلام حضرت نوحؑ کی بعثت ہوئی اور اعلانیہ دعوتِ توحید دی گئی۔طوفانِ نوح کے بعد یافث بن نوح کی اولاد اٹلی وترکی، حام بن نوح کی اولاد مصر وغیرہ، اور سام بن نوح کی اولاد عرب، عراق، شام میں پھلی پھولی۔۴۰۰۰ سال قبل از اسلام بادشاہتیں، تحریر اور فوج وجود میں آئیں۔عراق میں تصویری تحریر شروع ہوئی۔ہڑپہ، موہنجوڈیرو اور کوٹ ڈیجی میں لوگ منظم شہروں میں رہتے اور مُردوں کو دفناتے تھے۔۶۰۰ سال بعد مُردے جلانے کا رواج پڑا۔۳۶۰۰ سال قبل از اسلام عراق اور یمن میں سونے کے زیورات، ایران میں آرائشی برتن اور مصر میں کاغذ استعمال ہوتا تھا۔۳۳۰۰ سال قبل از اسلام یونان نے بحری فوج تشکیل دے لی تھی۔۳۲۰۰ سال قبل از اسلام مصر میں خوفو کا بڑا اہرام اور ابوالہول کا مجسمہ تعمیر ہوا۔۳۰۰۰ سال قبل از اسلام

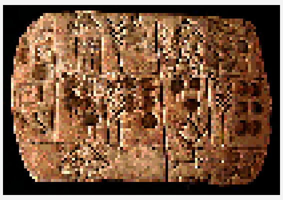

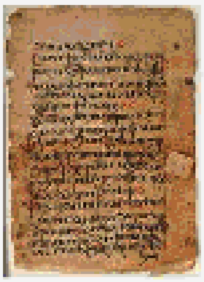

اہرام جیسی عظیم الشان عمارات کی تعمیر ہوئی۔۲۹۰۰ سال قبل از اسلام اُر میں (اُرنامو) کے ۵۷ تحریری قوانین کا نفاذ ہوا جو پتھر پر کندہ حالت میں دریافت ہوئے ہیں۔۲۸۰۰ سال قبل از اسلام بابل میں معلق باغات عروج پر تھے۔۲۸۰۰ سال قبل از اسلام ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ نے بت پرستی چھوڑ کر دعوتِ توحید دی جس کی پاداش میں اُر سے ہجرت کر کے حاران، وہاں

سے مصر اور بالآخر کنعان (فلسطین) میں جا کر آباد ہوئے۔۲۴۰۰ سال قبل از اسلام بابل میں حمورابی بادشاہ نے انقلابی اصلاحات نافذ کیں اور ۲۸۲ تحریری قوانین ایک آٹھ فٹ اونچی پتھر کی چٹان پر کھدوا کر بابل شہر کے باہر نصب کروا دی۔اس میں جیسی کرنی ویسی بھرنی کے فوجداری قوانین کے ساتھ ساتھ دیوانی اور عائلی قوانین بھی بہت جامع تفصیل سے کندہ ہیں۔ ۲۱۰۰ سال قبل از اسلام موجودہ پاکستان کے صوبہ سرحد اور افغانستان کے علاقہ میں گندھارا تہذیب عروج پر تھی۔۲۱۰۰ سال قبل از اسلام حضرت موسیٰؑ کی بعثت ہوئی اور انہوں نے بنی اسرائیل کو فراعینِ مصر کی ذلت آمیز غلامی سے نجات دلائی۔۱۸۰۰ سال قبل از اسلام امریکہ، میکسیکو اور پیرو میں سونے کی اشیا مستعمل تھیں۔۱۲۰۰ سال قبل از اسلام یونانی تہذیب دنیا میں چھائی ہوئی تھی،۱۰۰۰ سال قبل از اسلام رومن ایمپائر عروج پر تھی اور ۸۰۰ سال قبل از اسلام ہندوستان میں مستحکم اور وسیع موریہ حکومت کا عروج تھا۔۶۰۰ سال قبل از اسلام حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ہوئی جنہوں نے یہودیوں کی پاپائیت اور سود کے ظالمانہ نظام جیسے امور کی مخالفت کی۔۳۲۲ عیسوی میں ملکہ ہیلینا نے یروشلم کو تباہ اور معدوم کر دیا،۶۱۰ عیسوی میں نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بعثت ہوئی، سن ۶۲۲ عیسوی میں ہجرتِ مدینہ ہوئی اور اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔۶۳۲ عیسوی میں دینِ اسلام کی تکمیل کے بعد اللہ کے آخری نبی اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحلت فرما گئے۔

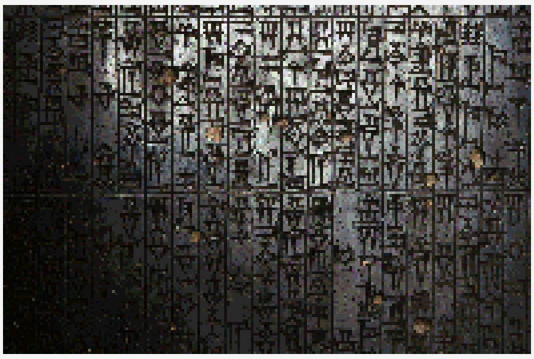

پتھر پر کندہ حمورابی کے ۲۸۲ قوانین

اُرنامو کے ۵۷ قوانین

ان چیدہ چیدہ حوالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنی ضروریات کے لیے مادی وسائل کا استعمال اور ترقی کرتا آیا ہے۔ تہذیبیں شروع اور ختم ہوتی رہیں۔عروج و زوال حاصل کرتی رہیں۔ان کے بڑے لوگ اخلاقی اور معاشرتی قوانین بھی مرتب کرتے رہے جیسے اُرنامو اور حمورابی کے قوانین۔حمورابی نے اپنے قوانین پتھر کی ایک سِل پر کندہ کروائے اور اسے شہر کے باہر نصب کروا دیا۔اِس سِل کے اوپر کے حصہ میں ایک تصویر کندہ کروائی جس میں وہ خود کرسی پر بیٹھا ہے اور فرشتہ سامنے کھڑا اُسے صحیفۂ قوانین دے رہا ہے۔اس کا دعویٰ تھا کہ جو کچھ اُس فرشتہ نے اُسے دیا، اُس نے کندہ کروا دیا۔قوانین کے دیباچہ میں حمورابی نے یہ عبارت کندہ کروائی: "زمین و آسمان کے خدا نے، جس نے بابل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا اور عظمت بخشی، اپنے تابعدار بندے حمورابی کو ہدائت کی کہ راست بازی اور راست روی کو رائج کرے تا کہ بدکار اور شریر تباہ ہوں، اور طاقتور کمزوروں کو نقصان نہ پہنچا سکیں، اور میں بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے زمین پر ترقیاتی کام جاری رکھ سکوں"۔ ان میں سے کچھ احکام اُرنامو کے قوانین سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں۔شریعتِ موسوی میں کئی احکام ایسے بھی ہیں جو حمورابی کے قوانین سے مشابہ ہیں۔قومِ عاد کے نبی حضرت ہودؑ (۴۰۰۰ سال قبل از اسلام) کی قبر حضرموت (یمن) میں ہے۔طلوعِ اسلام کے وقت بھی چند پیروانِ ہودؑ موجود تھے۔حضرموت میں ہی ایک چوٹی سے پتھر میں پیوست آج سے ۵۵۰۰

سال قبل کا ایک تیر برآمد ہو جس پر لکھے اشعار کا ترجمہ اس طرح ہے: " کیا مرنے سے پہلے ہمیں مقامِ ذواللوئی کے مکانات میں واپس جانا نصیب ہوگا؟ یہ وہ شہر ہیں جن سے ہم محبت رکھتے تھے جب لوگ لوگ تھے اور شہر شہر " ۔حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں بھی حضرموت کے ایک قلعہ سے قومِ عاد کا ایک کتبہ برآمد ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: "ہمارے حکمران وہ سلاطین ہیں جو بدکاری سے بہت دور ہیں، اور غداروں اور خیانت کاروں کے حق میں بہت سخت ہیں، وہ ہمارے لیے (حضرت ہودؑ) کے مذہب کے مطابق شریعت قائم کرتے ہیں ۔اور ہم احکامِ الٰہی اور بعث و نشر پر ایمان لائے ہیں"۔

قدیم تہذیبیں

حمورابی کی سلطنت بابل

نمرود کی سلطنت

اٹلی میں پومپائی کا ایمفی تھیٹر

یونان ۱۶۰۰ قبل مسیح

ہڑپہ۔ چاندی کا آرائشی برتن ۲۶۰۰ قبل مسیح

پیٹرا۔ پتھر کے ۴۰ فٹ بلند محلات

انبیاءِ کرام

اللہ تعالیٰ نے ہر معاشرہ اور تہذیب کے لیے ہر دور میں انبیاء مبعوث فرمائے جن کی تعداد ۱۲۴،۰۰۰ تک ہے۔

اور سب سے آخر میں دینِ کامل کے لیے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چند معروف انبیاء کی ترتیب اس طرح ہے:

۱۰،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت آدمؑ اولین انسان اور اللہ کے پہلے نبی	(۱۰،۰۰۰ ق م)
۹،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ادریسؑ مبعوث ہوئے۔	(۹،۰۰۰ ق م)
۵،۹۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت نوحؑ عراق میں قومِ نمرود کی طرف،	(۵۳۰۰ ق م)
۴،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ہودؑ جنوبی عرب میں قومِ عاد کی طرف،	(۴۰۰۰ ق م)
۳،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت صالحؑ شمالی عرب میں ثمود کی طرف،	(۳۰۰۰ ق م)
۲،۹۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت لوطؑ اردن میں قومِ سدوم کی طرف،	(۲۳۰۰ ق م)
۲،۹۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ابراہیمؑ فلسطین میں، ابوالانبیاء	(۲۳۰۰ ق م)
۲،۸۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت اسمٰعیلؑ مکہ میں مشرکین کی طرف،	(۲۲۰۰ ق م)
۲،۸۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت اسحٰقؑ فلسطین میں	(۲۲۰۰ ق م)
۲،۷۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) فلسطین میں،	(۲۲۰۰ ق م)
۲،۵۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت یوسفؑ مصر میں فرعون کی طرف،	(۲۰۰۰ ق م)
۲،۲۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت شعیبؑ شمالی عرب میں مدین کی طرف،	(۱۶۵۰ ق م)
۲،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت موسیٰؑ مصر میں بنی اسرائیل کی طرف،	(۱۶۰۰ ق م)
۲،۱۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ہارونؑ فلسطین میں بنی اسرائیل کی طرف،	(۱۵۵۰ ق م)
۱،۶۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت داؤدؑ فلسطین میں بنی اسرائیل کی طرف،	(۱۰۰۰ ق م)
۱،۵۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت سلیمانؑ فلسطین میں بنی اسرائیل کی طرف،	(۹۵۰ ق م)
۱،۴۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت الیاسؑ شمالی اسرائیل میں ،	(۸۵۰ ق م)
۱،۴۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ایوبؑ حوران (حاران) میں، ادوم کی طرف،	(۸۰۰ ق م)
۱،۳۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت ذوالکفلؑ (حضرت ایوب کے بیٹے)، موصل عراق میں،	(۷۵۰ ق م)
۱،۲۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت یونسؑ یروشلم میں، بنی اسرائیل کی طرف،	(۶۰۰ ق م)
۱،۰۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت عزیرؑ یروشلم، بنی اسرائیل کیطرف	(۴۵۰ ق م)
۶۵۰ سال قبل از اسلام،	حضرت زکریاؑ یروشلم میں بنی اسرائیل کی طرف	(۵۰ ق م)
۶۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت یحییٰؑ یروشلم میں بنی اسرائیل کی طرف،	
۶۰۰ سال قبل از اسلام،	حضرت عیسیٰؑ فلسطین میں بنی اسرائیل کی طرف،	

****